

شاہ جی کی باتیں

غالباً ۱۹۴۰ء کا ذکر ہے میں ابھی چھٹی جماعت کا طالب علم تھا۔ ملک میں انقلابی نعرے بلند ہو رہے تھے۔ میں بھی ان نعروں کے مطالب سے بالکل بے خبر اپنے ہم جولیوں کے ساتھ مل کر انقلاب زندہ باد اور انگریز مرد باد کے نعرے بلند کرتا رہتا۔ انہیں دنوں سہ روزہ احرار کانفرنس کا اعلان ہوا۔ اور کانفرنس سے ایک روز پیشتر پتہ چلا کہ ”بابا ڈنڈے والا“ سیالکوٹ پہنچ گئے ہیں۔ اور عبدالرحیم کے مکان پر ٹھہرے ہوئے ہیں۔

شوقِ زیارت ہمیں کشاں کشاں دریا کی جانب لے گیا وہاں جا کر ایک وجیہ و شکیل انسان دنیا بھر کا جاہ و جلال اور حسن و جمال سمیٹے، لہراتی ہوئی زلفوں، گھنٹی اور خوبصورت ڈاڑھی کے ساتھ اور چہرہ روشن پر برکات الہی کا نور لئے نظر آیا۔

دریافت پر معلوم ہوا کہ یہی شاہ جی ہیں۔ شاہ جی اس وقت نہا رہے تھے۔ جب غسل سے فارغ ہوئے تو آپ نے سفید قمیض اور ایک سیاہ تہبند زب جسم کر لیا۔ پاس ہی قبلہ شیخ حسام الدین بیٹھے ہوئے تھے۔ مسکرا کر پوچھا۔ شاہ جی! یہ دورنگی کیسی؟

شاہ جی نے برجستہ جواب دیا۔ ارے بھائی دن کی سیاہی نیچے اتر گئی اور ایک زوردار قہقہہ فضا میں گونجنے لگا۔ تشکیل پاکستان سے پیشتر چونڈہ صلیح سیالکوٹ کی انجمن تبلیغ الاسلام کے سالانہ جلسے تاریخی نوعیت کے ہوا کرتے تھے ہندوستان بھر کے جید علمائے کرام ان جلسوں سے خطاب کرنے کے لئے تشریف لایا کرتے تھے۔ اور ہمارا جنون بھی ہمیں اپنی پڑھائی چھوڑ چھاڑ کر چونڈہ جانے پر مجبور کر دیا کرتا تھا۔ ۱۹۴۲ء میں بھی حسب معمول سالانہ کانفرنس بڑے شاندار اور دھوم دھام سے ہوئی۔

کانفرنس کے آخری اجلاس میں شاہ جی کی تقریر تھی۔ تقریر سے پیشتر اسٹیج پر چونڈہ کا ایک مسٹر سکھ وزیر سنگھ مع اپنے دس خاندان کے افراد کے شاہ جی کے سامنے پیش کیا گیا۔ اور عرض کیا۔

شاہ جی وزیر سنگھ اور اس کے اہل و عیال آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہونا چاہتے ہیں۔ شاہ جی نے آہ بھر کر کہا بھائی مجھے تو اتنا پتہ نہیں کہ میں بھی مسلمان ہوں یا نہیں آئیے پہلے دیکھیں کہ مسلمان ہوتا کیا ہے؟ اس کے بعد خطبہ سنو نہ پڑھا اور پھر صبح کے تین بجے تک مسلمان کیا ہے؟ کے عنوان پر ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی۔

تقریر کے بعد وزیر سنگھ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا

یہ شہادت گجھ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

اب بتاؤ مسلمان ہونا چاہتے ہو؟

وزیر سنگھ جس کے دل و دماغ میں اسلام کی حقانیت کی شمع روشن ہو چکی تھی آنسوؤں کے دیئے روشن کر کے بولا۔ ہاں شاہ جی اب میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ شاہ جی نے وزیر سنگھ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر گجھ شہادت پڑھایا اور عبد اللہ نام تجویز کیا۔ اسی وقت اس کے خاندان کے دس افراد بھی مسلمان ہوئے۔ اور جلسہ نو مسلمین کے لئے دعائے استقامت کے ساتھ ختم ہو گیا۔ دوسری صبح چونڈہ کے دیگر ۵۴ افراد بھی شاہ جی کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔

ایک دفعہ دفتر احرار میں بیٹھتے تھے، کھانے کا وقت آ گیا۔ اسی وقت بھنگی بھی کہیں سے آ پہنچا۔ شاہ جی نے کہا میاں کھانا کھاؤ۔ خدا آپ کو زیادہ دے، یہ بھنگی کا جواب تھا۔ شاہ جی لٹے بھنگی کو غسل خانے میں لے گئے، اس کا ہاتھ منہ دھلایا۔ اور پھر اپنے ساتھ ہی بٹسا کر کھانا کھلایا۔
آہ کتنے عظیم انسان تھے!

ایک زمانے میں مجھے بڑے لوگوں سے ان کے دستخطوں کے ساتھ کوئی پیغام لینے کا بڑا شوق تھا۔ اس مقصد کے لئے میں نے ایک بڑی خوبصورت کاپی بنا رکھی تھی۔
شاہ جی دفتر احرار میں مظل جمانے بیٹھتے تھے۔ میں نے ڈرتے ڈرتے کاپی ان کے آگے بٹھادی۔ دیر تک کاپی کی تعریف کرتے رہے اور مسکرا کر فرمایا: کیوں میاں، یہ مجھے تمہارے رہے ہو؟
عرض کیا: شاہ جی اس پر آپ اپنے قلم سے کچھ لکھ دیں۔
فرمایا: نہ بھئی، اتنی خوبصورت کاپی میں کیوں خراب کروں۔
شاہ جی! یہ اسی مقصد کے لئے ہے۔ یہ آٹو گراف بک ہے۔

شاہ جی ذرا غصے میں آ گئے۔ فرمایا، وہی انگریزی بدعت اور اس کے ساتھ ہی کاپی مجھے واپس لوٹانے لگے۔ دوبارہ عرض کیا: شاہ جی اس پر اپنی طرف سے کوئی پیغام لکھ دیجئے۔
فرمانے لگے نہیں کیا اور میرا پیغام کیا، پیغام لانے والا تیرہ سو برس پیشتر جو پیغام لایا تھا اس پر تم لوگ کیا عمل کر رہے ہو، اسی پیغام کو سمجھو اور اسی پر عمل کرو۔ دنیا و عقبیٰ سنوارنے کے لئے وہی کافی ہے۔

کراچی ختم نبوت کے دفتر میں شاہ جی صبح کی نماز کے بعد وظیفے میں مصروف تھے کہ اتنے میں مولانا عبد الباقی صاحب مرحوم اور امجد لاہوری مرحوم تشریف لائے۔ مالک صاحب نے آتے ہی حبلہ کیا:

برزبان تسبیح و در دل گاؤ خرا!

شاہ جی نے وظیفہ ختم کرنے کے بعد فرمایا:

مالک صاحب آپ نے بڑے موقع کا مصرع پڑھا ہے اس وقت میرے دل میں آپ دونوں ہی کا تصور تھا۔

ایک دفعہ شاہ جی سیالکوٹ میں ڈسٹرکٹ ٹرانسپورٹ کے دفتر میں بیٹھے تھے۔ عقیدت مند پروانوں کی طرح جمع تھے۔ بات حقوق اللہ اور حقوق العباد پر چل نکلی۔ اپنے مخصوص انداز میں فرمانے لگے۔

یاد رکھو اگر میں حقوق اللہ میں کوتاہی کا مرتکب ہوتا ہوں تو کسی انسان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اللہ کی طرف سے مجھے معاف کر دے۔ اسی طرح اگر میں کسی انسان کو دکھ دوں تو خدا کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ میری یہ غلطی معاف کر دے جب تک وہ انسان جس کے ہاتھوں مجھے یہ دکھ پہنچا ہے وہی معاف نہ کر دے!

ایک دفعہ شاہ جی سیالکوٹ تشریف لائے۔ ہر عقیدت مند کی خواہش تھی کہ شاہ جی میرے ہاں قیام کریں۔ شاہ جی نے دفتر ہی پسند کیا۔ دن بھر محفل جی رہی۔ رات کو دفتر ہی میں بستر لگا دیا گیا۔ شاہ جی نے چار پائی پر بستر لگا دیکھا تو اٹھا دیا۔

عرض کیا: شاہ جی بستر ہی پر سو رہیے۔

فرمایا: کل جیل میں یہ زرم و گرم بستر پہنچا دو گے؟

عرض کیا گیا: اگر آپ حکم دیں گے تو وہاں بھی پہنچا دیں گے۔

فرمایا: پھر قبر میں بھی پہنچا دو گے؟

اللہ اللہ یہ تھے شاہ جی!

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے!

موم ہو جاتے ہیں اس کے وعظ سے پتھر کے دل
کی ہے وہ طاقت بخاری کو عطا، اللہ نے
(اسد ملتانی)